احمدی احباب کی تعلیم و تربیت کے لئے

FR-10

روزنامہ

1913ء سے جاری شدہ

الفضل

The ALFAZL Daily

ٹیلی فون نمبر 047-6213029

ایڈیٹر : عبدالسمیع خان

web: http://www.alfazl.org
email: editor@alfazl.org

بدھ 27۔ اگست 2014ء............ 1435 ہجری 27 ظہور 1393 ہش جلد 64-99 نمبر 194

ہر نبی رسول اللہؐ کی امت میں ہے

سیدنا حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں:

قرآن شریف سے ثابت ہے کہ ہر ایک نبی آنحضرت ﷺ کی امت میں داخل ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ۔ پس اس طرح تمام انبیاء علیہم السلام آنحضرت ﷺ کی امت ہوئے۔

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم، روحانی خزائن جلد21 صفحہ300)

اخلاق عالیہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم

اخلاق فاضلہ

آنحضرت ﷺ کے اخلاق کے بارے میں حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں:

آپؐ کی طبیعت نہایت ہی سادہ تھی کسی دُکھ پر گھبراتے نہیں تھے اور کبھی کسی خواہش سے حد سے زیادہ متاثر نہیں ہوتے تھے۔ سوانح میں بتایا جا چکا ہے کہ آپ کی پیدائش سے پہلے آپ کے والد اور بچپن میں ہی آپ کی والدہ فوت ہو گئی تھیں۔ ابتدائی آٹھ سال آپ نے اپنے دادا کی نگرانی میں گزارے۔ اس کے بعد آپ نے اپنے چچا ابوطالب کی ولایت میں پرورش پائی۔ چچا کا خونی رشتہ بھی تھا اور اُن کے والد نے مرتے وقت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں خاص طور پر وصیت بھی فرمائی تھی اس لئے وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے خاص طور پر محبت بھی رکھتے تھے اور آپ کا خیال بھی رکھتے تھے لیکن چچی میں نہ وہ شفقت کا مادہ تھا نہ خاندانی ذمہ داریوں کا احساس۔ جب گھر میں کوئی چیز آتی تو بسا اوقات وہ اپنے بچوں کو پہلے دیتیں اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا خیال نہ رکھتیں۔ ابوطالب گھر میں آتے تو بجائے اِس کے کہ اپنے چھوٹے بھتیجے کو روتا ہوا یا گلہ کرتا ہوا پاتے وہ دیکھتے کہ اُن کے بچے تو کوئی چیز کھا رہے ہیں لیکن اُن کا چھوٹا سا بھتیجا کوہِ وقار بنا ایک طرف بیٹھا ہے۔ چچا کی محبت اور خاندانی ذمہ داریاں اُن کے سامنے آ جاتیں وہ دَوڑ کر اپنے بھتیجے کو بغل میں لے لیتے اور کہتے میرے بچے کا بھی تو خیال کرو، میرے بچے کا بھی تو خیال کرو۔ ایسا اکثر ہوتا رہتا تھا۔ مگر دیکھنے والے بتاتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ کبھی شکوہ کیا نہ آپ کے چہرہ پر کبھی ملال ظاہر ہوا نہ کبھی اپنے چچیرے بھائیوں سے رقابت پیدا ہوئی۔

(السیرۃ الحلبیۃ جلد1 صفحہ 138 مطبوعہ مصر 1932ء)

چنانچہ آپ کی زندگی بتاتی ہے کہ کس طرح آپ نے بعد کے بدلے ہوئے حالات میں حضرت علیؓ اور حضرت جعفرؓ کو اپنی تربیت میں لے لیا اور ہر طرح سے ان کی بہتری کی تدابیر کیں۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی دُنیوی لحاظ سے نہایت ہی تلخ طور پر گزری ہے۔ پیدائش سے پہلے ہی اپنے والد کی وفات پھر والدہ اور دادا کی یکے بعد دیگرے وفات، پھر شادی ہوئی تو آپ کے بچے متواتر فوت ہوتے چلے گئے اس کے بعد پے در پے آپ کی کئی بیویاں فوت ہوئیں جن میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا جیسی باوفا اور خدمت گزار بیوی بھی تھیں۔ مگر آپ نے یہ سب مصائب خوشی سے برداشت کئے اور ان غموں نے نہ آپ کی کمر توڑی نہ آپ کی خوش مزاجی پر کوئی اثر ڈالا۔ دل کے زخم کبھی آنکھوں سے نہیں رِسے۔ چہرہ ہر ایک کے لئے بشاش ہی رہا اور شاذ و نادر ہی کسی موقع پر آپ نے اس درد کا اظہار کیا۔

ایک دفعہ ایک عورت جس کا لڑکا فوت ہو گیا تھا اپنے لڑکے کی قبر پر ماتم کر رہی تھی۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم وہاں سے گزرے تو آپ نے فرمایا۔ اے عورت! صبر کر۔ خدا کی مشیّت ہر ایک پر غالب ہے۔ وہ عورت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچانتی نہ تھی اس نے جواب دیا جس طرح میرا بچہ مرا ہے تمہارا بچہ بھی مرتا تو تمہیں معلوم ہوتا کہ صبر کیا چیز ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم صرف یہ کہہ کر وہاں سے آگے چل دیئے۔ ایک نہیں میرے تو سات بچے فوت ہو چکے ہیں۔

(بخاری کتاب الاحکام باب ذکر ان النبی ﷺ لم یکن لہ بواب + ابوداؤد کتاب الجنائز باب الصبر عند الصدمۃ)

پس اس قسم کے موقع پر اتنا اظہار تھا جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گزشتہ مصائب پر کبھی کر دیتے تھے ورنہ بنی نوع انسان کی خدمت میں کوئی کوتاہی ہوئی نہ آپ کی بشاشت میں کوئی فرق آیا۔ (دیباچہ تفسیر القرآن انوار العلوم جلد20 صفحہ 393)

رعونت کبر چھوڑ دو

حضرت اقدس مسیح موعود فرماتے ہیں۔

''انسان کو چاہئے کہ ہر دم اپنے آپ کو دیکھے کہ میں کیسا ہیچ ہوں۔ میری کیا ہستی ہے، ہر ایک انسان خواہ وہ کتنا ہی عالی نسب ہو مگر جب وہ اپنے آپ کو دیکھے گا بہرنہج وہ کسی نہ کسی پہلو میں بشرطیکہ آنکھیں رکھتا ہو تمام کائنات سے اپنے آپ کو ضرور بالضرور ناقابل و ہیچ جان لے گا۔ انسان جب تک ایک غریب و بیکس بڑھیا کے ساتھ وہ اخلاق نہ برتے جو ایک اعلیٰ نسب عالی جاہ انسان کے ساتھ برتتا ہے یا برتنے چاہئیں اور ہر ایک طرح کے غرور و رعونت و کبر سے اپنے آپ کو نہ بچاوے وہ ہرگز ہرگز خدا تعالیٰ کی بادشاہت میں داخل نہیں ہو سکتا۔''

(ملفوظات جلد3 صفحہ 315)

(بسلسلہ فیصلہ جات مجلس شوریٰ 2014ء
مرسلہ: نظارت اصلاح و ارشاد مرکزیہ پاکستان)

دو نفلوں کی تحریک

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 3 دسمبر 2010ء کے خطبہ جمعہ میں احمدی احباب کو روزانہ دو نوافل ادا کرنے کی تحریک کرتے ہوئے فرمایا:۔

پس ان حالات میں دنیا بھر کی جماعتوں کے تمام افراد کو میں خاص طور پر اپنے مظلوم اور تکلیف اور مشکلات میں گرفتار بھائیوں کے لئے دعاؤں کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں کم از کم دو نفل روزانہ صرف ان لوگوں کیلئے ہر احمدی ادا کرے جو احمدیت کی وجہ سے کسی بھی قسم کی تکلیف میں مبتلا ہیں۔ جو ظالمانہ قوانین کی وجہ سے اپنی شہری اور مذہبی آزادیوں سے محروم کر دیئے گئے ہیں۔ اسی طرح جماعتی ترقی کے لئے بھی خاص طور پر دعائیں کریں۔ پس اگر ہر احمدی اپنے دل کی بے چینی کو خدا تعالیٰ کے حضور پہلے سے بڑھ کر پیش کرے گا تو خود مشاہدہ کرے گا کہ اللہ تعالیٰ کے پیار کی نظر اس پر کس طرح پڑ رہی ہے پہلے سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ ان کو اپنے حصار میں لے لے گا۔

(روزنامہ الفضل 18 جنوری 2011ء)

اداریہ

قسط دوم آخر

خطبات جمعہ۔ جماعت کا والہانہ ردعمل

☆ قریشی محمد عبداللہ صاحب سیکرٹری تحریک جدید فاضلکا سے لکھتے ہیں۔

دوسال کا چندہ تحریک جدید ادانہ کرنے کی وجہ یہ تھی کہ میں اس وقت بے کار تھا۔ مگر دل میں ہر وقت بے چینی لگی رہتی کہ افسوس ان سالوں میں میں نے کچھ ادانہ کیا۔ مگر اپنی مجبوری پر چار آنسو بہا کر خاموش ہو جاتا۔ جب میں نے دیکھا کہ 15۔اگست کو مخلصین اپنے سابقہ سالوں کے بقائے اور سال پنجم کا چندہ ادا کر کے مخلصین کی صف اول میں کھڑے ہو کر اللہ تعالیٰ کے حضور سرخرو ہو جائیں گے۔ تو دل میں اک ہوک اٹھی کہ آہ میرے پاس اس وقت بوجہ بے کاری ایک پھوٹی کوڑی بھی نہیں۔ میں کیا کروں۔ بڑی مشکل سے میں نے اپنے اہل وعیال کو جنہیں میں نے اپنی بیکاری کی وجہ سے چار ماہ سے متواتر کچھ نہیں بھیجا تھا۔ بھیجنے کے لئے چھ روپے جمع کئے تھے۔ مگر عین اس وقت جب میں انہیں گھر روانہ کرنے والا تھا۔ آپ کا گرامی نامہ ملا۔ دل میں یہ تحریک ہوئی کہ صرف زبانی وعدہ کا کہ ہم دین کو دنیا پر مقدم کریں گے۔ کیا مطلب یہی آزمائش کا وقت ہے۔ پس چھ روپے وہ اور چار روپے ایک دوست سے قرض لے کر دوسالوں کا چندہ بھیجوں۔ لیکن اب مجھے گزشتہ سالوں پر اضافہ کرنے کے لئے جسے میں ادانہ کرسکا تھا۔ دس آنہ کی ضرورت تھی۔ اتفاق حسنہ سے ایک دوست کو اپنی دو چارپائیاں بنوانے کی ضرورت تھی۔ میں نے کہا کسی اور سے بنوانے کی کیا ضرورت ہے۔ میں بن دوں گا۔ آپ اتنی اجرت مجھے دے دیں۔ پس میں نے وہ دو چارپائیاں بن کر آٹھ آنے حاصل کئے اور دو آنہ کا اور اضافہ کر کے دس روپے دس آنے بھیج رہا ہوں۔ الحمدللہ (الفضل 5۔اگست 1939ء صفحہ 2)

☆ حضور خود فرماتے ہیں۔

کئی سال ہوئے میں نے تحریک کی تھی کہ عورتوں کو تحریک کی جائے۔ کہ وہ چندوں کی وصولی میں مدد کریں۔ اس پر ایک جماعت نے لکھا کہ ان کے ہاں ایک دوست تھے۔ جو بہت سست تھے۔ وہاں کے دوستوں نے جا کر ان کی بیوی سے کہا کہ اس دین کے کام میں آپ ہماری مدد کریں۔ اس دوست نے جب تنخواہ لا کر بیوی کو دی تو اس نے پوچھا کہ آپ چندہ دے آئے ہیں۔ اس نے جواب دیا کہ نہیں چندہ تو نہیں دیا سیکرٹری ملا نہیں تھا۔ پھر دے دوں گا۔ مگر بیوی نے کہا کہ میں تو ایسے مال کو ہاتھ لگانے کو تیار نہیں ہوں۔ جس میں سے خدا تعالیٰ کا حق ادانہ کیا گیا ہو۔ میں تو نہ اس سے کھانا پکاؤں گی اور نہ کسی اور کام میں صرف کروں گی۔ مرد نے کہا چندہ میں صبح دے دوں گا۔ اس وقت دیر ہو چکی ہے رکھو۔ مگر بیوی نے کہا کہ پہلے چندہ ادا کر آؤ۔ پھر میں ہاتھ لگاؤں گی۔ اور اگر اس وقت جا کر ادا نہیں کر سکتے تو ابھی اپنے ہی پاس رکھو۔ اس پر وہ شخص اسی وقت گیا اور جا کر سیکرٹری سے کہا کہ پتہ نہیں تم لوگوں نے کیا جادو کر دیا ہے۔ کہ میری بیوی تو روپیہ کو ہاتھ نہیں لگاتی۔ اور کہتی ہے کہ جب تک چندہ ادانہ ہو۔ میں اسے خرچ نہیں کروں گی۔ اسی وقت چندہ ادا کیا اور کہا کہ آئندہ تنخواہ کے ملنے کے دن ہی مجھ سے چندہ لے لیا کرو۔ تا گھر میں جھگڑا نہ ہو۔

(الفضل 12 مئی 1939ء)

☆ مولوی برکت علی صاحب لائق لدھیانہ سے لکھتے ہیں۔

میں تحریک جدید کے چندہ کی اقساط فروری سے شروع کر کے مئی تک رقم پوری کر دیتا تھا۔ مگر افسوس ہے کہ امسال غیر معمولی اخراجات کے بارنے سر اٹھانے کی فرصت نہیں دی۔ حضرت اقدس کے خطبات نے طبیعت میں جوش پیدا کیا۔ مگر کوتاہی قسمت نے ارادہ کو فعل میں منتقل نہ ہونے دیا اور سابقوں کے ثواب سے محروم رکھا۔ اب سلسلہ کی ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے میں نے عزم بالجزم کر لیا۔ کہ جب بعض خانگی ضروریات کے لئے قرض لے رکھا ہے تو سلسلہ کی خدمت کے لئے بھی کیوں قرض لے کر یک مشت نہ ادا کردوں۔ چنانچہ میں پرسوں انشاء اللہ تعالیٰ تحریک جدید کا چندہ ادا کردوں گا۔ آپ براہ مہربانی حضرت اقدس کے حضور دعا کی درخواست کریں۔

☆ ٹھیکہ دار محمد حسین صاحب دھاریوال سے لکھتے ہیں۔ میں آج اپنے سال پنجم کے چندہ کا منی آرڈر کر رہا ہوں۔ مجھے افسوس ہے کہ میں یہ رقم بوجہ روپیہ نہ ہونے کے کسی قدر دیر سے ارسال کر رہا ہوں۔ اللہ تعالیٰ میری اس کوتاہی پر چشم پوشی فرمائے اور اس حقیر رقم کو قبول کرے۔

☆ ملک غلام نبی صاحب اے، ڈی، آئی ضلع میانوالی لکھتے ہیں۔ میرا ارادہ قسطوں سے ماہوار ادا کرنے کا تھا۔ مگر سیدنا حضرت مصلح موعود کے خطبات نے مجھے مجبور کیا۔ کہ میں یکمشت ہی ادا کردوں۔ میرے پاس روپیہ نہ تھا۔ میں نے اپنے پراویڈنٹ فنڈ سے رقم لینے کی تجویز کی چنانچہ میں -/115 روپیہ حضرت اقدس کے حضور بھیج رہا ہوں۔ اب میرا پانچ سال کا چندہ خدا کے فضل سے سو فیصدی پورا ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔

☆ مستری محمد رمضان صاحب پتوکی سے لکھتے ہیں۔ حضور نے احسان فرمایا۔ کہ خاکسار کو پانچوں سالوں کے چندہ میں شمولیت کی اجازت فرمادی۔ خاکسار نے دل میں یہ فیصلہ کر رکھا تھا کہ تحریک جدید کا چندہ جون میں ارسال کردوں گا۔ کیونکہ بندہ کا ارادہ تجارت کے لئے یوپی میں جانے کا تھا۔ وہاں سے واپسی پر رقم ادا کرنے کا خیال تھا۔ خاکسار نے حضور کی منظوری کا خط اپنی اہلیہ صاحبہ کو سنایا اور کہا کہ حضور نے خاکسار کو تحریک جدید کے پانچوں سالوں میں شمولیت کی اجازت عنایت فرمادی ہے۔ اس پر اہلیہ نے کہا چونکہ حضور نے منظوری عطا فرمادی ہے۔ اس لئے یہ وعدہ جلد تر پورا کریں۔ سو خاکسار -/26 کی رقم جو پانچ سال کا چندہ ہے۔ بھیج رہا ہے۔

☆ ایک دوست جنہیں آج کل ایک ابتلاء درپیش ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی مشکل دور فرمائے۔ لکھتے ہیں مجھے علاوہ روحانی کرب واضطراب کے مالی تکالیف بھی درپیش ہیں۔ مگر باوجود اس کے میری یہی خواہش رہی۔ کہ اللہ تعالیٰ کوئی سامان پیدا کردے تو میں تحریک جدید کا عہد پورا کرسکوں۔ اللہ تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ اس نے محض اپنے فضل سے غیب سے سامان پیدا کیا۔ جس کی مجھے بظاہر کوئی اور توقع اور امید نہ تھی۔ خدا کے فضل وکرم سے اپنی ذاتی ضروریات کو مؤخر کرتے ہوئے اپنے وعدہ کی پوری رقم اور اپنی اہلیہ کی رقم داخل کر رہا ہوں۔

آپ نے ایک مضمون الفضل میں شائع کیا تھا۔ جس میں حضرت مسیح موعود کا یہ شعر درج تھا۔

کریما صد کرم کن بر کسے کو ناصر دین است

پھر اس مضمون میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے یہ الفاظ بھی درج فرمائے کہ جو شخص تکلیف اٹھا کر اس خدمت (تحریک جدید) میں حصہ لے گا۔ میں اس کو بتا دینا چاہتا ہوں کہ حضرت مسیح موعود یہ دعا کر چکے ہیں کہ اے خدا وہ شخص جو تیرے دین کی خدمت میں حصہ لے۔ اس پر اپنے خاص فضلوں کی بارش نازل فرما اور آفات ومصائب سے اسے محفوظ رکھو۔

میں نے یہ الفاظ پڑھے اور اپنی موجودہ تکلیف کی بناء پر دل میں ایک درد پیدا ہوا۔ کاش خدا تعالیٰ مجھے اپنے وعدہ کو پورا کرنے کی ان دنوں توفیق دے۔ اور ان دعاؤں میں شامل فرمائے۔ الحمدللہ کہ اس نے اپنے فضل سے سامان کر دیا اور میں اپنا وعدہ پورا کر رہا ہوں۔

(الفضل 12 جون 1939ء)

☆............☆............☆............☆............☆

پبلشر و پرنٹر: طاہر مہدی امتیاز احمد وڑائچ .... مطبع: ضیاء الاسلام پریس .... مقام اشاعت: دارالنصر غربی چناب نگر ربوہ .... قیمت 5 روپے

مکرم غلام مصباح بلوچ صاحب

رفیق حضرت مسیح موعود

حضرت چوہدری تصدق حسین صاحب آف بھن ضلع سرگودھا

حضرت چوہدری تصدق حسین صاحب ولد حضرت مولوی غلام نبی صاحب قوم رانجھا حضرت مسیح موعود کے ابتدائی رفقاء میں سے تھے۔ آپ بھن ضلع سرگودھا کے رہنے والے تھے اور حضرت مولوی شیر محمد صاحب بھنی یکے از 313 (بیعت:7 ستمبر 1889ء-وفات:1904ء) کے بھتیجے تھے۔آپ کے والد ماجد حضرت مولوی غلام نبی صاحب ریٹائرڈ سب پوسٹ ماسٹر بھی حضرت اقدس کے رفقاء میں سے تھے،انہوں نے 1918ء کے شروع میں وفات پائی۔

(الفضل5 جنوری1918ء صفحہ 1 کالم1)

حضرت چوہدری تصدق حسین صاحب نے حضرت اقدس مسیح موعود کے سفر سیالکوٹ 1892ء کے موقع پر سیالکوٹ میں بیعت کی توفیق پائی، آپ کی بیعت کا اندراج رجسٹر بیعت اولیٰ میں اس طرح محفوظ ہے:

16 فروری1892ء تصدق حسین ولد غلام نبی قوم رانجھا ساکن نور خان والہ تحصیل بھیرہ ضلع شاہ پور تھانہ چک رامداس۔

(بحوالہ تاریخ احمدیت جلد اول صفحہ 359 نیو ایڈیشن از مولانا دوست محمد شاہد صاحب)

مارچ 1923ء میں مکرم چودھری فضل احمد صاحب اے ڈی آئی مدارس کیمبل پور نے اور دسمبر 1933ء میں مکرم مولوی عبدالرحمٰن انور صاحب نے سرگودھا میں آپ کی بیان کردہ روایات قلم بند کیں، دونوں موقعوں پر بیان کردہ روایات کا مضمون تقریباً ایک ہی ہے، حضرت چودھری تصدق حسین صاحب اپنی قبول احمدیت کے بارے میں فرماتے ہیں:

''میرے والد بزرگوار حضرت مولوی نورالدین صاحب (خلیفۃ المسیح الاول) کے نارمل سکول راولپنڈی کے ہم جماعت تھے نیز ان کے ساتھ ایک دور کے رشتہ کا تعلق بھی تھا۔ مجھے والد بزرگوار نے تعلیم حاصل کرنے کے لیے ان کے پاس جموں بھیجا،اس وقت جناب مکرم مولوی صاحب ہجرت کر کے ابھی قادیان نہیں آئے تھے۔میں سیالکوٹ پہنچا تو سنا کہ مرزا صاحب وہاں ہیں، جس سے میں پوچھوں بجائے آپ کی جگہ رہائش بتانے کے بدگوئی کرے۔آخر مولا بخش بوٹ فروش سکنہ سیالکوٹ سے میں نے پوچھا کیونکہ اس کے چہرے سے شرافت ٹپک رہی تھی اور مجھے امید تھی کہ وہ بتا دے گا،اس نے مجھے دکان کے اندر بلا لیا اور پوچھا کہاں سے آئے ہو؟ پھر اس نے مجھے بتایا کہ بازار میں سیدھے فلاں جانب چلے جاؤ اور پھر فلاں گلی میں مڑ جاؤ اور فلاں ہاتھ گلی میں ایک (بیت) ہے وہاں مرزا صاحب اور بہت مخلوق نظر آئے گی۔میں گیا تو دیکھا حضرت اقدس (بیت) کے ایک دروازے میں مشرق کی طرف منہ کر کے تشریف رکھے ہوئے تھے اور حاضرین کافی تعداد میں سامنے بیٹھے ہوئے تھے مگر یہ اوائل کا زمانہ تھا، اُس وقت عوام دیواروں پر سے اور مکانوں کی چھتوں پر سے تماشا بینی کے طور پر جھانکا کرتے تھے اور گالی گلوچ اور پتھر برسایا کرتے تھے۔میں نے دیکھا کہ مجلس میں حضرت اقدس کے سامنے مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی بھی بیٹھے ہوئے تھے،ان کو میں نے پہچان لیا، پہلی دفعہ میں نے ان کو بھیرہ میں دیکھا تھا۔میں نے ایک آدمی کو کہا کہ مولوی صاحب کو میری طرف بھیجو، مولوی عبدالکریم صاحب مجلس میں سے اٹھ کر میری جانب تشریف لائے وہ مجھ کو نہ پہچان سکے لیکن میں نے اپنی پہچان خود کرائی اور بتایا کہ میں شیر محمد صاحب احمدی از بھن کا بھتیجا ہوں۔اس پر جناب مولوی صاحب میری درخواست کے ماتحت حضرت اقدس کے سامنے مجھے لے گئے اور مَیں نے آپ کے سامنے قبلہ رخ بیٹھ کر مصافحہ کیا، مولوی صاحب موصوف نے عرض کی کہ یہ بھائی شیر محمد صاحب سکنہ بھن ضلع شاہ پور کے بھتیجے ہیں! اس پر حضرت اقدس نے فرمایا کیا آپ شیر محمد صاحب کو جانتے ہیں؟ جناب مولوی صاحب نے فرمایا حضور! جانتا ہوں۔ فرمایا ''وہ بہت نیک اور صالح آدمی ہیں'' آپ کو دو دفعہ کہا اور پھر تقریر شروع فرمائی۔میں ایک رومال میں کچھ پھل ہمراہ لے گیا ہوا تھا جو مَیں نے حضور کے سامنے رکھے ہوئے تھے، دوران تقریر مجھے خیال آیا کہ میں نے یہ غریبانہ ہدیہ پیش کیا ہے اس کو آپ نے کیوں اٹھایا نہیں؟ شاید میں بہت گنہگار ہوں اور میرا ناچیز ہدیہ اٹھانا پسند نہیں فرماتے! جونہی میرے دل میں یہ خیال گزرا حضرت اقدس نے فوراً اس رومال کو اٹھالیا اور اسی وقت تقریر کے دوران میں ہی ایک آدمی کو دے دیا کہ لے جاؤ اور پھر تقریر جاری کردی۔میں نے بیعت کی دو دفعہ درخواست کی، ہر بار یہ جواب آتا کہ ابھی ٹھہرو، تیسری دفعہ شاید دوسرے تیسرے روز میں نے بیعت کی اس وقت میں اکیلا بیعت کر رہا تھا۔سیالکوٹ میں کل نو یوم کے قریب ٹھہرا۔یہ وقت ملاقات وہ تھا جبکہ حضور مشہور لیکچر سیالکوٹ سے پہلے وہاں تشریف لے گئے تھے۔

(الحکم 7جون 1942ء صفحہ 4 کالم 1,2)

دوسری جگہ پر آپ سیالکوٹ میں اپنی بیعت کے موقع کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''حضور نے میری بیعت لی تو میں نے عرض کیا حضور! میں نیک کاموں کی طرف دل میں رغبت پاتا ہوں اور طبیعت نیک کام کر کے بہت خوش ہوتی ہے لیکن سستی کی وجہ سے نیک کام ہوتے نہیں۔حضور نے فرمایا یہ بھی مومن کی ایک نشانی ہے کہ وہ نیک کاموں کی طرف رغبت رکھتا ہے، آپ ہر نماز کے بعد گیارہ مرتبہ لاحول و لا قوۃ ...... پڑھ کر اپنے سینے پر پھونک لیا کریں۔''

(ماہنامہ انصاراللہ مئی 1961ء صفحہ 44)

حضور کی خدمت میں اپنی دیگر حاضریوں کا ذکر کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں:

''میں حضرت اقدس کے لیکچر سیالکوٹ کے وقت بھی موجود تھا، لیکچر چھپا ہوا تھا اور حضرت مولوی عبدالکریم صاحب نے پڑھا اور حضرت اقدس نے زبانی بھی کچھ تقریر فرمائی۔

لاہور میں بھی میں نے حضرت اقدس کا ایک لیکچر سنا اس وقت میرے والد بزرگوار میرے ساتھ تھے۔لوگ رات کو ہی لیکچر ہال میں چلے گئے تھے تا کہ جگہ لے لیویں، میں اور میرے والد بزرگوار بھی سحری کے وقت جگہ لینے کو چلے گئے۔صبح کو حضرت اقدس کا طلوع آفتاب کے وقت لیکچر شروع ہونا تھا، بہت مخلوق اور ہر ایک مذہب کی جمع ہوئی، حضرت اقدس بند بگھی میں تشریف لائے جس کے آگے دو گھوڑے جتے ہوئے تھے اور ان گھوڑوں کے آگے دو انگریز افسر گھوڑوں پر سوار آگے آگے جا رہے تھے، یہ پولیس کپتان تھے۔ان کے علاوہ دائیں بائیں اور پیچھے دیگر پولیس کے افسر سب انسپکٹر حوالدار وغیرہ گھوڑوں پر سوار ساتھ ساتھ دوڑ رہے تھے۔اس موقعہ پر بھی لیکچر چھپا ہوا تھا جو حضرت مولوی عبدالکریم صاحب نے پڑھا، میز کے ساتھ پہلو بہ پہلو حضرت اقدس و مولوی عبدالکریم صاحب و حضرت مولوی نورالدین صاحب (خلیفۃ المسیح الاول) کرسیوں پر تشریف فرما تھے، حضرت اقدس درمیان میں اور حضرت مولوی نور الدین صاحب آپ کے دائیں ہاتھ اور حضرت مولوی عبدالکریم صاحب آپ کے بائیں ہاتھ۔جب تقریر ختم ہو رہی تھی تو تمام لوگ پنسلوں سے نوٹ کرتے دکھائی دیتے تھے اور جب ختم ہوئی تو سب نے ایک دوسرے کے ساتھ باتیں کرنی شروع کیں۔ایک آدمی نے کھڑے ہو کر حضرت اقدس سے درخواست کی کہ آپ زبانی بھی کچھ فرماویں۔اس پر حضرت اقدس کھڑے ہوگئے اور لوگوں کا شور بند نہ ہوا باتیں جاری تھیں، پولیس کپتان جو انگریز تھا اپنی ٹوپی اتار کر لوگوں کے سروں پر مارتا کہ چپ کریں مگر نہ کیے۔حضرت اقدس نے مولوی عبدالکریم صاحب کو فرمایا کہ آپ قرآن مجید پڑھیں۔سبحان اللہ! اس مرد خدا نے بیٹھے بیٹھے ہی جب اعوذ پڑھی تو سب لوگ چپ ہو گئے، حضرت مولوی عبدالکریم صاحب پر قرآن مجید پڑھنا فتح (ختم۔ناقل) تھا۔اس موقعہ پر حضرت اقدس میاں چراغ الدین صاحب کے مکان پر اترے ہوئے تھے اور اس کے ساتھ کے مکان پر شام کے وقت چھت کے اوپر نماز ہونے لگی تو ہر چند عوام سے جو تماشا بین اور بدمعاش سڑک پر جمع تھے، درخواست کی گئی کہ چپ رہیں اور نماز پڑھ لینے دیں مگر انہوں نے ایک نہ سنی اور شور مچاتے رہے، مولوی عبدالکریم صاحب نے فرمایا تکبیر کہو، تکبیر کہی گئی اور جب آپ نے بسم اللہ ...... کہا تو سبحان اللہ ایسی سریلی آواز کے ساتھ کہ سب شریر چپ ہوگئے۔

حضرت اقدس کے اس لیکچر لاہور کے وقت دو تین مخالف مولوی بازاروں اور راستوں پر منادی کرتے کراتے رہے کہ کوئی شخص لیکچر سننے نہ جاوے جو جاوے گا وہ کافر ہو جاوے گا اور اسی طرح جب حضرت اقدس کا لیکچر سیالکوٹ میں ہوا (جس کا اشارہ اوپر کیا گیا ہے) اس وقت بھی شریروں نے بہت کوشش کی کہ لیکچر سننے کوئی نہ جاوے، اُس میں بھی میں موجود تھا، جموں کے مہاراجہ کی سرائے کے اندر ہوا تھا اور حضرت اقدس اس وقت بھی بند بگھی میں اپنی فرودگاہ سے سرائے تک تشریف لائے لیکن اس وقت میں نے آپ کو تشریف لاتے نہ دیکھا کیونکہ سرائے کے اندر بیٹھا تھا۔ہاں لاہور میں آپ کو بند بگھی میں تشریف لاتے ہوئے اپنی آنکھوں دیکھا۔اس سرائے کے باہر دروازے کے پاس مخالف مولویوں نے ایک خیمہ لگا رکھا تھا جس میں وہ بھی لیکچر کر رہے تھے تا کہ حضرت اقدس کی تقریر کے اثر کو زائل کریں اور شور مچا کر لوگوں کو اندر داخل ہونے سے روکتے تھے اور کہتے تھے کہ جو اندر جائے گا اس کا نکاح ٹوٹ جائے گا اور وہ کافر ہو جاوے گا۔پولیس کپتان عیسائی تھا وہ کہتا تھا کہ عجیب بات ہے کہ یہ شخص یعنی حضرت اقدس ہمارے برخلاف اور (دین حق) کی تائید میں لیکچر دے رہا ہے اور ہم تو عیسائی ہو کر اس کی حفاظت کر رہے ہیں اور یہ مولوی...... لیکچر سننے سے لوگوں کو روکتا ہے اور مخالفت کرتا ہے۔اس موقعہ پر بھی تقریر حضرت مولوی عبدالکریم صاحب نے پڑھی تھی جو بالکل گیلی گیلی چھپی ہوئی لوگوں میں تقسیم کی گئی تھی۔''

(الحکم 7جون 1942ء صفحہ 4 کالم2)

مکرم مولوی عبدالرحمٰن انور صاحب کی قلمبند کردہ روایت میں حضرت چودھری صاحب کی حضرت اقدس کی خدمت میں تیسری حاضری کا ذکر یوں محفوظ ہے:

''تیسری مرتبہ مَیں کسولی پہاڑ سے قادیان حاضر ہوا اور حضور کی مجلس میں شریک ہونے کی سعادت حاصل کی۔''

(ماہنامہ انصاراللہ مئی 1961ء صفحہ 45)

حضرت چودھری تصدق حسین صاحب نے اپنی زندگی کا ایک بڑا حصہ سرگودھا شہر میں بھی گزارا۔آپ کی شادی محترمہ صغریٰ خانم صاحبہ بنت حضرت مولوی محمود الحسن خان صاحب آف پٹیالہ یکے از 313 کے ساتھ ہوئی۔آپ دونوں میاں بیوی تحریک جدید کے پانچ ہزاری مجاہدین میں شامل ہیں اور دونوں کے نام تحریک جدید کے پانچ ہزاری مجاہدین میں سرگودھا شہر کے تحت درج ہیں۔

حضرت چودھری تصدق حسین صاحب نے 15-اپریل 1940ء کو بعمر 69 سال بھن میں وفات پائی اور وہیں دفن ہوئے۔آپ کی اہلیہ محترمہ صغریٰ خانم صاحبہ نے مورخہ 10-اپریل 1959ء بروز جمعۃ المبارک 78 سال کی عمر میں وفات پائی۔

آپ کی اولاد میں ایک بیٹا مکرم چودھری عطاء اللہ رانجھا صاحب اور ایک بیٹی مکرمہ سلیمہ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم مسعود احمد خان دہلوی صاحب سابق ایڈیٹر الفضل تھیں۔

تبصرہ کتب

مکرم زکریا ورک۔کینیڈا

ڈاکٹر عبد السلام کی متاثر کن زندگی (انگریزی)

ڈاکٹر عبدالسلام کی نئی سوانح از مجاہد کامران

The Inspiring Life of

Abdus Salam

جنوری 2013ء میں لاہور سے پروفیسر مجاہد کامران کی کتاب دی انسپائیرنگ لائف آف عبدالسلام یونیورسٹی آف پنجاب کی طرف سے شائع ہوئی ہے۔ کتاب نہایت دیدہ زیب، مجلد، سفید کاغذ، عمدہ چھپائی اور نادر تصاویر کی حامل ہے۔ جیکٹ پر ڈاکٹر سلام کی تاریخی تصویر ہے۔ کتاب کے مندرجات کچھ اس طرح ہیں: تعارف، بچپن، گورنمنٹ کالج لاہور، کیمبرج میں طالبعلم، پاکستان کا دورہ، پی ایچ ڈی سٹوڈنٹ، لاہور واپسی، کیمبرج میں لیکچرار، امپیریئل کالج میں، الیکٹرو ویک اتحاد اور نوبیل پرائز، دیگر سائنسی تحقیقات، سائنس اور مذہب، پاکستان سائنس اور تعلیم، آئی سی ٹی پی، عبدالسلام بطور طبیعات دان اور عظیم انسان، سلام کے سوانحی کوائف، میٹرک سے لے کر ماسٹرز تک تعلیمی امتحانات کے نتائج، کتابیات، اور اشاریہ۔

1982ء سے لے کر آج تک ڈاکٹر سلام کی عالیشان زندگی پر چار قابل ذکر سوانح عمریاں شائع ہو چکی ہیں۔ یعنی ڈاکٹر عبدالغنی، جگجیت سنگھ، گورڈن فریزر اور مجاہد کامران۔ یہ سب سوانح عمریاں انگلش میں ہیں۔ ڈاکٹر عبدالغنی کی کتاب کا اردو ترجمہ تورینہ قاضی نے کیا تھا۔ اسی طرح اردو میں چوہدری عبدالحمید کی سوانح عالمی شہرت یافتہ سائنسدان بھی سنگ میل کی حیثیت رکھتی ہے۔ ضرورت ہے کہ انگلش کی تمام سوانح عمریوں کے تراجم اردو میں کئے جائیں تا اس مہر درخشاں، فخر پاکستان کی زندگی سے اردو دان طبقہ بھی متمتع ہو سکے۔ راقم کی تین کتابوں میں ڈاکٹر سلام کی شاہکار زندگی اور عہد ساز کارناموں کی جھلک ان کے دوستوں، رفقاء، شرکاء کار، شاگردوں، ان کے اساتذہ اور سائنسدانوں کے مضامین میں ملتی ہے۔

1980ء کی دہائی میں ڈاکٹر سلام نے مجاہد کامران سے اس خواہش کا اظہار کیا تھا کہ وہ ان کی سرگزشت ضبط تحریر میں لائیں۔ اس کی تائید ڈاکٹر لوئیس جانسن نے پروفیسر کامران کا روسی سائنسدان لانڈاؤ پر پاکستان ٹائمز میں شائع شدہ مضمون پڑھ کر کی تھی۔ اس خواہش کی تکمیل میں پچیس سال کا عرصہ بیت گیا۔ مجاہد کامران اس کتاب کی اشاعت سے قبل ڈاکٹر سلام کی زندگی پر متعدد مبسوط و محققانہ مضامین ضبط تحریر میں لا چکے ہیں۔ ان کو ڈاکٹر سلام کا ہونہار اور منظور نظر شاگرد ہونے کا شرف بھی حاصل ہے۔ گورنمنٹ کالج میں وہ سلام چیئر کے حامل رہ چکے ہیں۔ متعدد کتابوں کے مصنف ہیں جیسے جدید طبیعات کے بانی۔ 1985ء میں ان کو عبدالسلام پرائز ان فزکس دیا گیا تھا۔ اس وقت آپ پنجاب یونیورسٹی کے وائس چانسلر ہیں۔ اپنی ذات میں ایک تسلیم شدہ سائنسدان، سلام کے شاگرد اور قلم کار ہونے کے ناطے ان ہی کو زیب دیتا تھا کہ وہ اپنے ذیشان استاد کے حالات زندگی کو مدلل و مبسوط طریق پر قلم بند کریں۔

سوانح کی سب سے منفرد بات جو دیگر سوانح عمریوں میں نہیں ہے وہ سلام کے میٹرک سے لے کر ماسٹرز تک کے امتحانات یعنی 1940ء سے لے کر 1946ء تک کے حاصل کردہ نمبروں کی یونیورسٹی آف پنجاب کی اصل فہرست ہے۔ اس زمانے میں تمام امتحانات پنجاب یونیورسٹی کے زیرنگرانی ہوتے تھے۔ اتنے پرانے کاغذات کو تلاش کرنا جان جوکھوں کا کام تھا مگر ڈاکٹر کامران نے یہ کام کر دکھایا ہے۔

مجاہد کامران کی یہ سوانح ایک جامع کتاب ہے۔ انہوں نے سلام کے ساتھ اپنی گفتگو اور مختلف النوع سائنسی موضوعات پر تبادلہ خیال اور سلام کے آئیڈیاز کا ذکر کیا ہے۔ کتاب میں ڈاکٹر سلام کی زندگی کے بہت دلچسپ سبق آموز واقعات بیان کئے گئے ہیں۔ ایک نیا باب اس کتاب میں سلام بحیثیت طبیعات دان اور انسان شامل ہے۔ جو خاصے کی چیز ہے۔

سلام کے شاگرد ڈیل بورگو Delborgough نے بڑی دلچسپ بات مشاہدہ کی تھی کہ کس طرح ریاضی کی مدد کے بغیر کسی مسئلہ کے ٹھیک ہونے کے بارہ میں اندازہ لگا لیتے تھے۔ وہ کہتے ہیں: کسی مسئلہ کے فائن پوائنٹ پر اگر آپ ان کے ساتھ گفتگو کرنے کے لئے ہمت باندھتے تو آپ کو سوفی صد مطمئن ہونا لازمی تھا کہ آپ کیا کہنے والے ہیں کیونکہ ڈاکٹر سلام کو مسئلہ کا جواب وہبی طور پر معلوم ہوتا تھا اور اکثر ایسا ہوتا کہ ان کا جواب درست ہوتا تھا۔ اگر آپ ان کا سامنا کرتے اور پوچھتے کہ آپ اپنے جواب سے کیوں اس قدر پُر یقین تھے، تو ان کے چہرے پر مسکراہٹ پھیل جاتی، ہاتھ کے انگوٹھوں کو دائرے میں گھماتے، کرسی میں پیچھے ہو کر نیم دراز ہو جاتے، انگلی آسمان کی طرف اٹھا کر اشارہ کر دیتے۔ ڈاکٹر سلام کسی بھی شخص کو اپنی علمیت پر شیخی بگھارتے ہوئے برداشت نہیں کر سکتے تھے۔

پروفیسر برٹاچی Bertocci ڈپٹی ڈائریکٹر آئی سی ٹی پی کا کہنا ہے کہ 1956ء کے موسم خزاں میں ان کو سلام کے اس لیکچر کے ہاتھ سے لکھے نوٹس کی نقل بھجوائی گئی جو انہوں نے راچسٹر (امریکہ) میں دیا تھا۔ یہ نوٹس سلام کے مخصوص سٹائل میں تھے۔ اگرچہ ان کا آغاز اور فائنل رزلٹ تو صحیح تھے مگر درمیان کے صفحات غلطیوں سے بھرے تھے۔ یہ سلام کا مخصوص انداز تھا کہ فزکس یا دیگر علوم میں اہم نقاط کو اٹھا لیں، ان پر محتاط رنگ میں نظر ڈالیں، غیر اہم نقاط کو نظر انداز کر دیتے، بشرطیکہ فائنل رزلٹ ٹھیک ہو۔

پروفیسر گورڈن فیلڈ مین Fieldman کا کہنا ہے کہ: سلام نہ صرف اپنے آئیڈیاز کے بارہ میں بلکہ جب وہ کسی چیز کے بارہ میں پڑھتے جن کا ان کو علم نہ ہوتا تھا جذباتی ہو جاتے تھے بشرطیکہ بیان کردہ آئیڈیا خوبصورت ہوتا۔ ایک دفعہ وہ میرے دفتر میں بتانے آگئے اور بلیک بورڈ پر چھوٹی سی لکیر کھینچ دی جس کے دونوں طرف دائرے تھے۔ جوش اور جذبات جوان کی آنکھوں میں نمایاں تھے انہوں نے کہا یہ SU(3) ہے۔ یہ کہنے کی ضرورت نہیں کہ مجھے اور پال (میتھیوز) کو بالکل پتہ نہیں تھا کہ وہ کس بارے میں گفتگو کر رہے تھے۔

برٹاچی کہتے ہیں کہ سلام کیلئے مطالعہ کرنا اتنا ہی اہم تھا جتنا کہ تخلیق کرنا۔ ڈاکٹر سلام نے اختر سعید سیکرٹری تعلیم پنجاب کو 1987ء میں ایک انٹرویو لاہور میں ریکارڈ کروایا تھا۔ انہوں نے بتایا کہ وہ ایک نئی قسم کا حساب سیکھ رہے تھے جس کو فزکس میں اس سے پہلے استعمال نہیں کیا گیا تھا یعنی Reiman surfaces۔ ہم اس کا مطالعہ کر رہے ہیں اور یہ بہت مشکل ہے کیونکہ ہمارا مقابلہ 24 سالہ نوجوانوں سے ہے۔ جب انٹرویو لینے والے نے پوچھا کہ آیا انہوں نے نظری طبیعات میں اپنا تحقیقی کام ختم کر دیا ہے۔ تو سلام نے جواب دیا: کام کیسے ختم کر سکتے ہیں، انسان کس طرح کام روک سکتا ہے، ختم کرنا موت کے مترادف ہے۔ یہ شاعری کی طرح ہے کیا شاعر مر جاتے ہیں؟ شاید ایسا ہی ہے۔

اختر سعید نے استفسار کیا آپ کو اپنے تخلیقی کام میں کوئی ناامیدی ہوئی ہے؟ جواباً فرمایا: سب سے بڑی ناامیدی یہ ہے کہ میرے پاس فزکس میں تحقیقی کام کے لئے خاطر خواہ وقت نہیں۔ یہ سب سے بڑی ناامیدی ہے۔ تھرڈ ورلڈ کے تمام طبیعات دانوں کی طرح ہماری سب سے اہم ذمہ داری یہ ہے کہ ہم اپنے قوم وملت کے لئے کچھ کریں۔ یہ سب سے بڑی ناامیدی ہے جو ہمارے کام کو متاثر کرتی ہے۔

جن دنوں آپ اٹلی میں سلام انٹرنیشنل سینٹر فار تھیوریٹیکل فزکس قائم کرنے اور مستحکم کرنے کے کام میں از حد مصروف تھے تو وہ اکثر ایک ملک سے دوسرے ملک تک سفر میں ہوتے تھے۔ جیسا کہ شاگرد ڈیل بورگو کے نزدیک یہ کہنا بعید نہیں ہے سلام اپنا تحقیقی کام یا تو سفر کے دوران یا ہوائی جہاز پر کرتے تھے۔ جب تک ان کا جسم ان کو سپورٹ کرتا رہا سلام تخلیقی کام میں مصروف رہے۔ جس فلسفہ پر وہ زندگی گزارتے تھے اس کا عملی اظہار وہ یوں کرتے تھے کہ تحقیقی کام ختم کر دینا موت کے مترادف ہے۔

ڈاکٹر کارلو روبیا Rubia نے ''عبدالسلام اینڈ سرن'' کے عنوان سے ہونے والے سیمینار جو سلام کی یاد میں منعقد کیا گیا تھا ستمبر 1997ء میں کہا: سلام کا رول سرن کے پروگراموں کے متعلق اہم تھا خاص طور پر SPC کے ممبر ہونے کے ناطے سے۔ LHC & CLIC جیسے سائنسی نام سات افراد کی لانگ رینج پلاننگ کمیٹی میں وضع کئے گئے تھے۔ کمیٹی کی میٹنگز میں ہیڈران اور لے نیئر کولائڈرز کی امکانی طاقت کو پرکھا جاتا تھا۔ سرن کے مستقبل کے متعلق سلام کا ویژن، جوش اور صفائی ان کو خوب یاد تھی۔ میرے خیال میں انہوں نے سرن کے اگلے بیس سال کو بہت بڑے اہم طریق سے ڈیفائین کیا ہے۔

سلام کو تمام دنیا کے 46 تعلیمی اداروں کی طرف سے D.Sc Honoris Cause کی ڈگری دی گئی تھی۔ اسی طرح سلام متعدد سائنسی اداروں کے آنریری فیلو تھے جیسے سویٹ اکیڈمی آف سائنسز، امریکن اکیڈمی آف آرٹس اینڈ سائنسز۔ ان کو متعدد انعامات دئے گئے بشمول نوبیل پرائز کے جس کی تمنا ہر قابل سائنسدان کرتا ہے۔ دنیا کے پانچ براعظموں (ماسوا آسٹریلیا اور انٹارٹیکا) سے ان کو آنریری ڈاکٹریٹ دی گئیں تھیں۔ سلام 275 سائنسی مقالوں کے مصنف یا شریک مصنف تھے، اور متعدد کتابوں کے مصنف۔

ہم امید کرتے ہیں کہ یہ کتاب ہاتھوں ہاتھ لی جائے گی۔ ایک پاکستانی کی طرف سے یہ بے مثل، دیدہ زیب، پر از معلومات، دلچسپ کتاب ڈاکٹر سلام کو خراج عقیدت ہے خاص طور پر ایک ماہر تعلیم کی طرف سے۔ ڈاکٹر سلام اول و آخر پاکستانی تھے۔ ان کو پاکستانی شہریت پر فخر تھا۔ اس چیز کا اظہار وہ تمام عمر کرتے رہے۔ اس ماں دھرتی سے جوان کو پیار تھا وہ ناقابل بیان تھا۔ جس دھرتی میں انہوں نے جنم لیا اسی کی خاک میں وہ آسودہ ہیں۔ سبزہ نورستہ اس گھر کی نگہبانی کرے۔

اگر کوئی مجھ سے پوچھے اس کتاب کو ایک لفظ میں کیسے بیان کریں گے؟ تو میں کہوں گا انسپائرنگ۔

بقیہ از صفحہ 5

اور ہمیشہ کوشش کی کہ سب سے حسن سلوک کریں اور کسی کا دل نہ دُکھائیں۔ آخری عمر میں شوگر اور بلڈ پریشر کی بیماری کو بڑے حوصلہ اور صبر سے برداشت کئے رکھا۔

اللہ تعالیٰ کے فضل واحسان سے آپ نظامِ وصیت سے وابستہ تھیں اور اپنی محدود جائیداد و آمد کے تیسرے حصہ کی وصیت کی ہوئی تھی۔

اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل سے محترمہ والدہ صاحبہ سے مغفرت کا سلوک فرماتے ہوئے اپنے قربِ خاص سے نوازے اور آپ کی اولاد در اولاد کو اپنے فضلوں کا وارث بنائے رکھے۔ امین

مکرم مظفر احمد درانی صاحب

میری والدہ محترمہ امۃ الحفیظ صاحبہ کی یاد میں

میری والدہ محترمہ امۃ الحفیظ صاحبہ اہلیہ مکرم محمد شریف درانی صاحب معلم وقف جدید 1937ء میں کنیے کے بانگریاں ضلع گورداسپور میں جناب میاں محمد اسحاق صاحب اور محمد بی بی صاحبہ کے گھر میں پیدا ہوئیں۔ آپ پیدائشی احمدی تھیں۔ محترم مولوی بشیر احمد صاحب بانگروی مربی سلسلہ و درویش قادیان آپ کے حقیقی چچا تھے۔ قیامِ پاکستان پر آپ اپنے والدین کے ہمراہ بدوملہی ضلع سیالکوٹ میں آکر آباد ہوگئیں۔ پارٹیشن اور پاکستان کی طرف ہجرت کا دردناک منظر آپ کو یاد تھا۔

خاکسار کے والد محترم محمد شریف درانی صاحب نے 1944ء میں ایک خواب کی بنا پر قادیان جا کر عین نوجوانی میں حضرت مصلح موعود کے ہاتھ پر بیعت کرنے کی توفیق پائی تھی۔ گھر واپس آئے تو بیعت کی وجہ سے گھریلو حالات ناموافق پا کر دوبارہ قادیان جا کر اپنے آپ کو خدمت دین کے لئے وقف کر دیا۔ آپ پارٹیشن کے وقت قادیان میں معلمین کلاس کے طالب علم تھے۔ اس لئے حسب ارشاد وہیں مقیم رہے اور بعد میں صوبہ بہار میں باثمر دعوت الی اللہ کی توفیق پائی۔ 1953ء میں اپنے گاؤں چندر کے منگولے آئے تو پھر پاسپورٹ اور ویزا وغیرہ کی پابندی کے باعث واپس نہ جا سکے۔ اس وقت والد محترم شادی شدہ اور دو بچیوں کے باپ تھے۔ 1954ء میں ہماری پہلی والدہ کی وفات ہوگئی۔

دوسری شادی

والد صاحب نے نعم البدل کے حصول کے لئے بہت دعائیں کیں۔ آپ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن آپ باہر کھیتوں میں سجدہ ریز ہو کر خدا تعالیٰ سے نزولِ خیر کی دعا کر رہے تھے کہ آپ کو آواز آئی کہ شریف اُٹھو، خدا نے تمہاری دعا قبول کر لی ہے۔ اب جس سے بھی رشتہ پوچھو گے، وہ قبول کر لے گا۔ چنانچہ آپ اس مقصد کے لئے قریبی شہر بدوملہی تشریف لے گئے۔ چونکہ آپ اپنے خاندان میں اکیلے ہی احمدی تھے، اس لئے احمدیہ بیت الذکر بدوملہی گئے اور رات قیام کی درخواست کی۔ مکرم میاں محمد اسحاق صاحب آپ کو رات قیام کے لئے اپنے ساتھ گھر لے گئے اور افرادِ خانہ سے تعارف کروایا۔ وہاں پر رات کو ہی والد صاحب نے محترم میاں صاحب سے اپنی ضرورت رشتہ کا بھی ذکر کر دیا، جس پر اہل خانہ خاموش رہے۔ صبح والد محترم نے اجازت چاہی اور استفسار پر بتایا کہ آپ کی طرف سے کوئی مثبت جواب نہ ملنے کی وجہ سے اب میں اسی ضرورت کے لئے لاہور کی جماعت کے پاس جاؤں گا۔ لیکن اہلِ خانہ نے باہمی مشورہ سے جواب دیا کہ اب آپ کو لاہور جانے کی ضرورت نہیں بلکہ گھر جا کر اپنے بزرگوں کو ہمارے پاس بھجوا دیں۔ اس طرح آپ کا رشتہ طے ہوا اور میرے والدین کی شادی ہوگئی۔

اولاد

اللہ تعالیٰ نے والدین کو یکے بعد دیگرے دو بیٹیوں سے نوازا۔ وہیں گاؤں میں ایک جماعت مخالف مولوی صاحب تھے جن کا نام حافظ محمد شریف کشمیری صاحب تھا۔ جن سے والد صاحب کی مذہبی گفتگو ہوتی رہتی تھی۔ ایک دن اُن صاحب نے تقدیرِ الٰہی اور حکمتِ خداوندی کو اپنی تنقید کا نشانہ بنایا اور والد صاحب سے کہا کہ دیکھو ہم پرانے دوست ہیں، تم احمدی ہو گئے، میں نہیں ہوا۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے مجھے دو بیٹوں سے نوازا ہے اور تمہیں دو بیٹیوں سے۔ اللہ کے سلوک میں احمدی اور غیر احمدی میں یہی فرق ہے۔ والد صاحب نے اسے صرف یہی جواب دیا کہ بیٹے، بیٹیاں دینا خدا کا کام ہے، ابھی ہم بوڑھے نہیں ہوئے اور وہ ہر بات پر قادر ہے۔ چنانچہ خدا کی غیرت جوش میں آئی اور دونوں دوستوں کا ایک ایک بچہ فوت ہو گیا۔ کچھ ماہ کے بعد حافظ شریف صاحب کا دوسرا بیٹا اور والد صاحب کی دوسری بیٹی بھی فوت ہو گئے۔ اس طرح دونوں دوست بے اولاد ہو گئے۔ اب نہ کسی کے پاس بیٹا تھا نہ بیٹی۔ جماعتی مخالفت اور لوگوں کے طعنے تو تھے ہی، مگر شادی کے بعد والدین کو دونوں بیٹیوں کی وفات کا صدمہ برداشت کرنا پڑا۔ لیکن تقدیرِ الٰہی ابھی حرکت میں تھی، حافظ شریف صاحب کے ہاں ایک بیٹی پیدا ہوئی اور والد صاحب کو اللہ تعالیٰ نے میرے بڑے بھائی مبشر احمد درانی صاحب کارکن دفتر وقفِ جدید سے نوازا۔ جس کے دو سال بعد خاکسار مظفر احمد درانی پیدا ہوا۔ حافظ صاحب کے ہاں ایک اور بیٹی پیدا ہوئی جس کے بعد پھر کوئی اولاد نہ ہوئی۔ کئی سال بعد وہ اپنی بیوی اور دونوں بیٹیوں کے ہمراہ وہاں سے گوجرانوالہ شفٹ ہو گئے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے ہم دو بھائیوں کے بعد والدین کو مزید چار بیٹیوں اور ایک بیٹے مدثر احمد درانی حال مقیم انڈونیشیا سے نوازا۔ الحمدللہ

قرآن کی خدمت

پاکستان میں وقف جدید کے اجراء کے بعد والد صاحب نے اپنے آپ کو اس انجمن میں وقف کر دیا۔ آپ بطور معلم وقفِ جدید، پنجاب اور سندھ کے کئی دیہات میں تعینات رہے۔ ان سارے مقامات پر جہاں والد صاحب نے سینکڑوں بچوں کو قرآن کریم پڑھایا، وہاں والدہ محترمہ نے بھی بیسیوں بچیوں کو قرآن کریم کی تعلیم دی۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ والد صاحب بیت الذکر میں بچوں کی تعلیم القرآن کلاس لیا کرتے تھے جبکہ بچیاں ہمارے گھر میں والدہ صاحبہ سے قرآن کریم پڑھا کرتی تھیں۔ ضلع سرگودھا کی جماعت ادرحماں کی بڑی بڑی کلاسیں مجھے تا حال یاد ہیں۔ والدہ محترمہ 8 دسمبر 2007ء کو ربوہ میں وفات پا گئی تھیں۔

مہمان نوازی

خاکسار نے جب سے ہوش سنبھالا والدہ صاحبہ کو گھر میں مصروف ہی پایا۔ آپ نے اپنے گھر کو نہایت سلیقہ سے چلایا۔ والد صاحب کی کم آمدنی کے باوجود آپ نے اپنے گھر کی تمام ضروریات مناسب کفایت شعاری سے اسی سے پوری کیں۔ حالانکہ بعض سنٹرز پر مہمانوں کی بھی بکثرت آمد ہوتی تھی۔ مثلاً میانوالی سندھواں ضلع سیالکوٹ ارد گرد دور دور کے علاقہ کا بس سٹاپ تھا۔ علاقے بھر کے احمدی مسافر وقت بے وقت آتے جاتے ہمارے ہاں ٹھہرتے اور سائیکل وغیرہ رکھا کرتے تھے۔ والدہ محترمہ نہایت بشاشت سے اس ذمہ داری کو نبھاتی رہیں اور مہمانوں کی سہولت کا حتی المقدور خیال رکھا۔ ہمارے والد صاحب کی مہمان نوازی اس پایہ کی تھی کہ جب بھی کوئی مہمان آجائے تو والد صاحب فوراً حسبِ موسم و وقت مہمان نوازی کا مطالبہ کر دیتے اور فوری لانے کا ارشاد فرماتے۔ ان حالات میں والدہ محترمہ نے ہمیشہ والد صاحب کی عزت و لاج کو قائم رکھا اور فوری طور پر ماحضر پیش کر دیا کرتی تھیں۔

تربیت اولاد

تمام بچے سکولوں میں پڑھتے رہے۔ اس تعلق سے بھی ہماری تمام ضروریات پوری کرتی رہیں اور ہمیشہ ہمیں نماز باجماعت اور تلاوت قرآن کریم کی یاددہانی اور تلقین کرتیں۔ بلکہ ہمارا کھانا، نماز کی ادائیگی اور تلاوت قرآن کریم کے بعد ہی ہوا کرتا تھا۔ خلافت کی محبت اور دعاؤں کی قبولیت کے آداب آپ نے ہی ہمیں سکھائے۔ یہی وجہ ہے کہ جب خاکسار نے میٹرک کا امتحان دیا تو ایک گاؤں میانوالی سندھواں میں ہوتے ہوئے، جہاں ڈاکخانہ بھی نہیں تھا، خاکسار روزانہ حضور پُرنور کی خدمت میں درخواست دعا کا خط لکھا کرتا تھا کہ حضور! آج فلاں مضمون کا پرچہ تھا جو ایسا ہوا ہے، اور کل فلاں مضمون کا پرچہ ہوگا، اس کے لئے بہتر تیاری، حل اور نمایاں کامیابی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ یہ حضور پُرنور کی دعاؤں اور والدین کی تربیت اور رہنمائی کا ہی نتیجہ تھا کہ اس سال ہمارے گاؤں کے دس طلباء میں سے میٹرک میں صرف خاکسار ہی پاس ہوا تھا۔ ہم ساتھ کے قصبہ ستراہ کے گورنمنٹ عوامی ہائی سکول میں پڑھنے جایا کرتے تھے۔

اپنے بھائی بہنوں میں سب سے پہلے میں نے میٹرک کا امتحان پاس کیا۔ والدین نے پہلے سے مجھے ذہنی طور پر تیار کر رکھا تھا کہ میں واقف زندگی ہوں اور جامعہ احمدیہ ربوہ میں مزید حصول تعلیم کے لئے جانا ہے۔ چنانچہ والدین کی یہ خواہش اور خدا تعالیٰ سے کیا گیا ان کا عہد پورا کرنے کی اللہ تعالیٰ نے اس عاجز کو توفیق عطا فرمائی۔ والدہ محترمہ کی خصوصی توجہ کے نتیجہ میں ہی میرا جامعہ احمدیہ میں داخلہ ممکن ہو سکا کیونکہ والد صاحب تو اس وقت نگر پارکر، سندھ ڈیوٹی پر جا چکے تھے۔

دسمبر 1974ء میں ایک روڈ ایکسیڈنٹ کے نتیجہ میں میری دائیں ران کی ہڈی ٹوٹ گئی اور میں کچھ عرصہ کے لئے بستر پر پڑ گیا، تو اس وقت بھی آپ نے ایک بار پھر مجھے نوزائیدہ بچوں کی طرح سنبھالا۔ جس احسان کو میں خاص طور پر محسوس کرتا ہوں۔ خدمت دین کے لئے ایک لمبا عرصہ والدین سے دوری کے باعث والدہ کی کماحقہٗ خدمت نہ کر سکنے کا بھی احساس ہر وقت دامن گیر رہتا ہے۔ قیام افریقہ کے ابتدائی دنوں میں جب خاکسار خطوط میں اپنے حالات لکھتا تھا تو انہیں پڑھ اور سن کر وفورِ محبت سے رو دیا کرتی تھیں حتیٰ کہ والد صاحب نے حکماً مجھے روک دیا کہ میں خطوط میں اپنی کسی مشکل کا ذکر نہ کیا کروں۔

کفایت شعاری کی برکت

والدہ محترمہ نے دو پہلی بیٹیوں اور ہم سات بھائی بہنوں کی شادیاں کیں۔ آپ نے ساری زندگی اس انداز میں گزاری کہ ہر ماہ کچھ نہ کچھ پس انداز کر کے بچوں کی شادیوں کے لئے کوئی نہ کوئی کپڑا یا سامان خرید کر رکھ لیتیں اور جب کسی بھی بچے کی شادی کا وقت آتا تو گھر کی پیٹی سے ہی ضرورت کی ہر چیز نکل آتی اور وہ شادی مکمل ہو جاتی۔ اسی حسن سلیقہ سے آپ دیگر معاشرتی ضروریات کو بھی پورا کرتی رہیں۔ آپ نے اپنے تمام بچوں کی شادیوں کی خوشیوں اور ان کی اولاد کو دیکھ کر اپنی آنکھیں ٹھنڈی کیں اور والد صاحب محترم کو وقف زندگی کی ذمہ داری بأحسن نبھانے کا پورا پُرسکون موقع فراہم کیا۔

آپ نے اپنی زندگی کے آخری چند سال ربوہ میں اپنے ہی گھر میں گزارے جو والد صاحب نے 1966ء میں دارالعلوم شرقی میں تعمیر کیا تھا۔ آپ محلّہ کے لجنہ کے تمام پروگراموں میں باقاعدگی سے شامل ہوتیں بلکہ اپنی بہوؤں اور پوتیوں کو ساتھ لے کر جاتیں۔ نماز جمعہ کی ادائیگی کے لئے پورے اہتمام اور تیاری سے بیتِ اقصیٰ تشریف لے جاتی تھیں۔ آپ جب تک زندہ رہیں تمام عزیز و اقارب کے ہاں آنا جانا اور ان سے واسطہ و تعلق رکھا

باقی صفحہ 4 پر

مکرم محمد اقبال رانجھا صاحب

والد بزرگوار چوہدری غلام حضور رانجھا صاحب کا ذکرِ خیر

محترم والد بزرگوار چوہدری غلام حضور رانجھا صاحب ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ کی تحصیل گوجرہ کے گاؤں چک نمبر 312 ج ب کتھووالی کے ایک زمیندار چوہدری سردار خان رانجھا صاحب کے ہاں 1919ء میں پیدا ہوئے۔آپ کے والد صاحب بڑے نیک، صوم وصلوٰۃ کے پابند اور احمدیت کے شیدائی تھے۔ ان کا کام نماز پڑھنا، پڑھانا اور دعوت الی اللہ کرنا تھا۔دنیوی کاموں میں انہیں خاص دلچسپی نہیں تھی۔ اسی لئے میرے والد صاحب کو پرائمری پاس کرنے کے بعد زمیندارہ اور گھر کی ذمہ داریاں سنبھالنا پڑیں۔ جن کو آپ نے بڑھاپے تک باحسن طریق نبھایا۔

محترم والد صاحب بڑے محنتی اور ان تھک وجود تھے۔آپ کے پاس بہت سے مویشی اور بیلوں کی کئی جوڑیاں تھیں۔ بعد میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو مشینی زرعی آلات سے بھی نوازا۔آپ کھیتی باڑی کے اپنے کام تو کرتے ہی تھے، گندم اور کماد کی بجائی، کٹائی، گہائی اور بڑائی میں اپنے گاؤں کے محتاج کسانوں کی بھی مدد کرتے تھے۔گاؤں میں آنے والے راہگیر یا مسافر کو ’’مولویوں‘‘ کے ڈیرے پر ہی کھانا اور بستر ملتا تھا۔گاؤں میں محترم دادا جان مولوی جی کے عرف سے مشہور تھے۔لہٰذا محترم والد صاحب بھی مولوی جی کے عرف سے پکارے جانے لگے۔ اس طرح گاؤں میں والد صاحب کا ڈیرہ مولویوں کا ڈیرہ کہلانے لگا۔**آپ مسافر کی خدمت کر کے راحت محسوس کرتے تھے۔ اگر مسافر شکریہ ادا کرتا تو فرماتے بھئی! یہ تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضرت امام مہدی کے لنگر کی برکت ہے۔اس پر آپ کا بھی اتنا حق ہے جتنا میرا۔ وہ مسافر امام مہدی کے بارے میں استفسار کرتا۔اس طرح آپ کو دعوت الی اللہ کا موقع ملتا۔**

آپ ایک ہمدرد اور نافع الناس وجود تھے۔ 1947ء میں پاکستان آنے والے مہاجرین میں سے کچھ مہاجرین ہمارے گاؤں میں بھی آئے، ان میں سے کچھ سرکاری عمارتوں اور کچھ خالی مکانوں میں قیام پذیر ہوئے۔ان میں سے جن کو کہیں پناہ نہ ملی وہ محترم والد صاحب کے ڈیرے پر اس وقت تک رہائش پذیر رہے۔جب تک ان کی الاٹمنٹ کا مسئلہ حل نہیں ہوگیا۔ان ہی مہاجرین میں ڈھلتی عمر کی ایک عورت تھی۔جس کا نام تو خیر النساء تھا۔مگر لوگ اسے ’’مائی کھیراں‘‘ کے نام سے پکارتے تھے۔ وہ اپنا میاں سفر ہجرت میں کھو آئی تھی۔اس کا ایک نوجوان بیٹا تھا۔جس کا نام نواز تھا۔نواز ٹی بی کا مریض تھا۔بیچاری مائی کھیراں کے لئے بیمار بیٹا اور اپنی زندگی کمر توڑ سا بوجھ تھے۔محترم والد صاحب کو مائی کھیراں کے حالات کا علم ہوا جو کہ سکول کی عمارت میں قیام پذیر تھی۔آپ مائی کھیراں اور اس کے بیمار بیٹے کو اپنے گھر لے آئے۔دونوں کی رہائش کے لئے ایک کمرہ مختص کر دیا۔ضروریات زندگی کی فراہمی کے علاوہ نواز کے علاج معالجے کی بھی حسب توفیق کوشش کی مگر نواز چند ماہ بعد فوت ہوگیا۔ مائی کھیراں کے رشتے دار آئے اور اسے ساتھ چلنے کو کہا تو مائی کھیراں نے ان کے ساتھ جانے سے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ میرے ساتھ جو حسن سلوک مولوی جی اور ان کے افراد خانہ نے روا رکھا ہے وہ مجھے آپ کے ہاں نہیں ملے گا۔اس طرح مائی کھیراں آخری عمر تک ہمارے گھر میں افراد خانہ کی طرح گھل مل کر رہی۔کبھی کبھار وہ اپنے رشتے داروں کو ملنے چلی جاتی تھی اور چند دن کے بعد لوٹ آتی تھی۔آخری بار جو ملنے گئی تو لوٹ کر واپس نہ آئی۔ استفسار پر پتہ چلا کہ وہ اپنے رشتے دار کے ہاں چند روز بیمار پڑ کر فوت ہو چکی ہے۔

ایک دن میں سکول سے گھر آیا اور اتفاقاً ڈیرے کی طرف چلا گیا۔وہاں ایک کالے کلوٹے بچے کو چارپائی پر بیٹھا اور دوسرے کو چارپائی کے پاس کھڑا پایا۔استفسار پر نوکر نے بتایا کہ مولوی جی ان بچوں کو اپنے گاؤں کے ایک پالا نامی عیسائی کے گھر سے لائے ہیں۔پالا کی ایک بیوی اور چار بیٹے تھے۔ وہ مردہ جانوروں کی ہڈیوں کا کام کرتا تھا۔ اتفاقاً پہلے اس کی بیوی فوت ہوگئی پھر چند ماہ بعد پالا بھی چل بسا۔ پالا کے دو بڑے بیٹے مندری اور سندری اس قابل نہ تھے کہ وہ اپنے دونوں چھوٹے بھائیوں گلزاری اور صاحب کو سنبھالتے۔گاؤں میں ان کا قریبی کوئی نہ تھا۔مندری اور سندری کو تو دور کے رشتے دار لے گئے۔مگر گلزاری اور صاحب کا کوئی پرسان حال نہ تھا۔گلزاری چل پھر تو لیتا تھا اور توتلی زبان میں باتیں بھی کر لیتا تھا۔مگر صاحب چلنا تو کجا بول بھی نہیں سکتا تھا۔مولوی جی کو ان بچوں کی کسمپرسی کا علم ہوا تو فوراً گئے چھوٹے کو کندھے پر بٹھایا بڑے کو انگلی لگایا اور اپنے ڈیرے پر لے آئے۔نوکر نے مزید بتایا کہ ہمیں ان پر نظر رکھنے کا تو حکم ہے مگر ان کے کپڑے بدلنے، ان کی صفائی اور کھانا کھلانے کا کام مولوی جی خود کرتے ہیں۔ ایک دفعہ میں نے خود دیکھا کہ والد صاحب ہل چلانے کے بعد بیلوں کی جوڑی ڈیرے پر کھڑی کر رہے تھے۔ جونہی صاحب نے دیکھا اپنے بازو کھول کر ان کی طرف لپکا۔ آپ نے بیلوں کی جوڑی وہیں چھوڑ دی اور آگے بڑھ کر اسے چھاتی سے لگایا، پیار سے چارپائی پر بٹھاتے ہوئے اس کی ناک صاف کی پانی پلایا اور چارپائی پر لٹا دیا۔ان بچوں سے محترم والد صاحب کے پیار کا سلسلہ اس وقت تک چلتا رہا۔جب تک وہ بچے بولنے اور چلنے پھرنے کے قابل نہیں ہوگئے۔پھر ایک دن ان کا بڑا بھائی سندری آیا اور ان کو اپنے ساتھ لے گیا۔

آپ فارغ بیٹھنا پسند نہیں کرتے تھے، پھٹا کپڑا، جوتا اور کھیتی باڑی کے آلات خود ہی مرمت کر لیتے تھے۔کیونکہ مرمت کرنے والے ضرورت کے مطابق سارے اوزار ڈیرے پر رکھے تھے۔شہتوت کی شاخوں سے ضرورت کے لئے ٹوکریاں خود بنا لیتے تھے۔رسیاں اور چارپائیوں کے لئے بان بٹ لیتے تھے۔ **سبزیاں اور پھل بیچنے کے لئے نہیں اگاتے تھے۔ بلکہ اپنی ضرورت پوری کرنے کے بعد فالتو پھل اور سبزیاں ضرورتمندوں اور خاص طور پر ہمسایوں میں تقسیم کر دیتے تھے۔**اگر کوئی بے تکلف دوست کہتا کہ مولوی جی! یہ چھوٹے چھوٹے کام آپ سے جچتے نہیں! تو آپ فرماتے کہ اللہ کے رسول ﷺ کا ارشاد ہے کہ الکاسب حبیب اللّٰہ چونکہ میں ایک احمدی ہوں۔احمدیت کی تعلیم ہی یہ ہے کہ اللہ کی مخلوق سے پیار کرو اور جہاں تک ہو سکے اللہ کے بندوں کو نفع پہنچاؤ۔ میں تو چھوٹے چھوٹے کام ہی کرنے کے قابل ہوں سو کرتا ہوں۔

آپ کا دن فجر کی باجماعت نماز کی ادائیگی کے ساتھ شروع ہوتا تھا۔قرآن پاک کی تلاوت گھر پر بھی خوش الحانی سے کرتے تھے۔جس میں گھر کے افراد خاص طور پر بچے بھی شریک ہوتے تھے۔ خلافت ثانیہ کے دور میں آپ اپنے والد صاحب کے ساتھ کئی مرتبہ جلسہ ہائے سالانہ قادیان میں بھی شریک ہوئے۔ آپ جماعت احمدیہ کی ہر تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے۔ سائیکل سواری کی تحریک پر عمل کرتے ہوئے ربوہ تک اس وقت تک بذریعہ سائیکل جلسہ ہائے منعقدہ ربوہ میں شریک ہوتے رہے جب تک جلسہ پر پابندی نہیں لگ گئی۔ چندہ جات کی ادائیگی، صدقہ وخیرات کی تحریک اور وقف عارضی میں بھی بڑے شوق سے حصہ لیتے اور دوسرے احباب کو بھی ترغیب دیتے۔ کچھ عرصہ پہلے تک گاؤں سے ریلوے سٹیشن تک ذرائع آمدورفت ناقص تھے۔لیکن جلسہ سالانہ ربوہ میں شریک ہونے والوں کے لئے مولوی جی کا چھکڑا تیار ملتا تھا۔مقامی جماعت کی بیت المحمود آپ کی زندگی میں تین بار تعمیر ہوئی۔جس میں آپ نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔

آپ کو دعوت الی اللہ کا بہت شوق تھا۔آپ کے ہاتھ میں روزنامہ الفضل اور کوئی نہ کوئی تربیتی رسالہ اکثر نظر آتے تھے۔کام کاج کے دوران آپ درثمین اور کلام محمود کی نظمیں اور اشعار گنگناتے تھے۔ آپ کئی بار مقامی امارت اور سیکرٹری مال کے عہدوں پر فائز رہے۔آپ نے جماعت کی تربیت کے لئے روزنامہ الفضل، انصار اللہ، خالد، تشحیذ الاذہان اور مصباح جیسے ماہنامے پڑھے لکھے افراد کے نام جاری کروا رکھے تھے۔آپ مجالس مشاورت اور دیگر اجتماعات میں خود بھی شریک ہوتے اور دیگر افراد جماعت کو بھی شمولیت کی دعوت دیتے۔ جب تک صحت نے ساتھ دیا آپ مقامی طور پر مربیان اور معلمین کی عدم موجودگی میں خطبہ اور امام الصلوٰۃ کے فرائض ادا کرتے رہے۔

آخری ایام میں محترم والد صاحب اپنے چھوٹے بیٹے چوہدری محمد افضال رانجھا کے ہاں شہر گوجرہ میں مقیم تھے۔طبیعت میں کمزوری اور نقاہت بڑھنے لگی۔ باوجود علاج کے آپ سنبھل نہ سکے اور تیسرے روز 24 جون 2012ء شب گیارہ بجے تقریباً 93 سال کی عمر میں جان جانِ آفریں کے سپرد کر دی۔دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ محترم والد صاحب کو جنت الفردوس میں جگہ دے اور سوگواروں کو صدمہ برداشت کرنے کی ہمت دے۔آمین

آخر پر خاکسار محترم والد صاحب کی وفات پر آسٹریلیا، امریکہ، کینیڈا، جرمنی اور پاکستان سے تعزیتی اور دعائیہ پیغامات بھیجنے والوں کا شکریہ ادا کرتا ہے۔

☆............☆............☆

مکرم ڈاکٹر طارق احمد مرزا۔آسٹریلیا

قصہ بے موسمی خربوزے کا!

نوشہرہ کینٹ (صوبہ خیبر پختونخواہ) میں ایک مخلص احمدی مکرم شیخ عبدالحکیم صاحب ہوا کرتے تھے۔آپ سرکاری ریسٹ ہاؤس میں جو ڈاک بنگلہ کہلاتا تھا، بطور ناظم ضیافت (Chef) ملازم تھے۔جب حضرت خلیفۃ المسیح الثانی صوبہ خیبر پختونخواہ کے تاریخی دورہ پر تشریف لائے تو ان کے اعزاز میں نوشہرہ میں ایک استقبالیہ تقریب منعقد کی گئی جس میں شہر کے غیر از جماعت معززین اور عمائدین بھی شامل ہوئے، جن سے آپ نے ایک مختصر مگر جامع پراثر خطاب فرمایا۔

مقامی جماعت کی طرف سے حضور انور اور ان کے قافلہ کی چائے اور ماکولات سے تواضع کی گئی۔

اس موقع پر مکرم شیخ عبدالحکیم صاحب نے بڑے شوق، چاہت اور مہارت سے ایک ایسا کیک تیار کیا۔جس کی شکل وصورت اور رنگ و ذائقہ وغیرہ خربوزے کی طرح کا تھا۔حضور انور اسے دیکھ کر محظوظ ہوئے۔اور ازراہِ لُطف استفسار فرمایا کہ ’’یہ موسم خربوزے کا تو نہیں پھر یہ خربوزہ کہاں سے آ گیا!‘‘

حضور انور کا یہ ارشاد مکرم شیخ صاحب کیلئے بطور Chef ایک بہت بڑا اعزاز اور سرٹیفیکیٹ تھا۔ جسے آپ ہمیشہ بڑے فخر سے بیان کیا کرتے۔اور اسے بیان کرتے وقت ہر دفعہ آپ کا چہرہ نہایت خوشی سے کھل اٹھا کرتا تھا۔ ع

خدا رحمت کنند ایں عاشقانِ پاک طینت را

مکرم قمر رشید صاحب

بینن کے شہر بانتے میں قرآن کریم کی نمائش

محض خداتعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ بینن کو 17 تا 19 جون 2014ء کو بانتے شہر میں قرآن کریم کی نمائش منعقد کرنے کا موقع ملا۔یہ نمائش بانتے شہر کے وسط میں کوتونو سے برکینا فاسو جانے والے مین ہائی وے پر منعقد ہوئی۔

تعارف

بانتے شہر میں جماعت احمدیہ آج سے تقریباً 24 سال قبل آئی ۔جب نائیجیریا سے کچھ احمدی لوگ یہاں آکر آباد ہوئے۔اور اس طرح اس شہر میں احمدیت کا آغاز ہوا۔اب اس شہر میں جماعت کی ایک کافی بڑی بیت الذکر بھی ہے جو کہ 2006ء میں تعمیر کی گئی تھی۔

نمائش کے حالات وواقعات

سب سے پہلے نمائش کے انعقاد کیلئے شہر کی مئیری سے اجازت نامہ حاصل کیا گیا۔جب نمائش کے بارے میں مئیر صاحب کے دوسرے نمائندوں سے بات کی گئی کہ ہمارا اس طرح کا ایک قرآن کریم کی نمائش کا پروگرام ہے تو اس سلسلے میں مئیر سے اجازت نامہ چاہئیے تو انہوں نے جواب دیا کہ فی یوم ہم 3000 سے 5000 فرانک سیفا کے حساب سے ٹیکس لیتے ہیں ۔اس کے بعد تقریباً 10 رجون کو اجازت نامہ کی تحریری درخواست مئیری میں جمع کروادی اور ساتھ ہی مئیر صاحب سے ملاقات کی گئی اور ان سے اس نمائش کی کچھ تفصیل ان کے سامنے رکھی ۔جب ان کو یہ پتا چلا کہ یہ صرف قرآن کریم کی ترویج اور درحقیقت دین کی صحیح تصویر پیش کرنے کیلئے کی جارہی ہے اور اس سے ہمارا مقصد کوئی کمرشل نہیں ہے تو انہوں نے کہا کہ میں جماعت کو یہ ٹیکس معاف کرتا ہوں۔میں خود یہ چاہتا ہوں کہ آپ لوگ امن کی کوششوں میں آگے آئیں ۔عیسائی تو اکثر اس قسم کے پروگرام کرتے رہتے ہیں اور ہم ان سے ٹیکس بھی لیتے ہیں کیونکہ ان کا بنیادی مقصد صرف کمائی ہی ہوتی ہے۔

اس کے بعد مئیر صاحب نے بتایا کہ وہ خود بھی ایک علم دوست آدمی ہیں اور ایک کتاب کے مصنف بھی ہیں اس پر انہوں نے اپنی ایک کتاب دکھائی جو کہ بینن کے سیاسی حالات پر لکھی گئی تھی۔

نمائش کا آغاز 17 رجون سے کیا گیا جو کہ 19 رجون مغرب تک جاری رہی۔

اس نمائش کو کافی لوگوں نے وزٹ کیا۔ اور بہت سراہا۔چند تأثرات درج ذیل ہیں۔

ایک صاحب جو یہاں کی مئیری میں کام کرتے ہیں وہ آئے اور انہوں نے بتایا کہ کل اس نمائش کا اجازت نامہ خاکسار نے اپنے ہاتھ سے ٹائپ کیا اور اس وقت خاکسار نے یہ سوچا تھا کہ یہ بھی کوئی عام دینی پروگرام ہوگا اور کوئی زیادہ توجہ میں نے اس پر نہ دی۔آج صبح جب میں دفتر جانے کیلئے یہاں سے گزرا تو میں نے دیکھا کہ یہاں پر کتابیں سجا کر رکھی ہوئی ہیں اس وقت چونکہ میں جلدی میں تھا اس وجہ سے رک نہ سکا اب میں کام ختم کر کے خاص طور پر اس نمائش کو دیکھنے آیا ہوں۔تو میں آپ لوگوں کی اس کاوش پر مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ اسی چیز کو تو خدمت دین کہتے ہیں میں خود مسلمان ہوں لیکن ہم میں وہ اسلام کا جذبہ نہیں رہا۔ مزید انہوں نے کہا کہ موجودہ حالات کے تناظر میں ہم اپنے بچوں کے مستقبل سے پریشان ہیں کہ وہ اسلام کے متعلق تو کچھ بھی نہیں جانتے اور نہ ہی آج کے علماء میں اتنا ایمان ہے کہ وہ ان پر اپنا اثر ڈال سکیں۔اس لئے میں آپ لوگوں سے درخواست کرتا ہوں اکثر یہاں ایسے نمائش کے پروگرام منعقد کیا کریں جس سے ہمارے ایمان میں اضافہ ہو اور ہمیں دین کی حقیقی تعلیم سے روشناسی بھی ہو۔میں تو یہ بھی کہتا ہوں کہ اگر آپ کو اس قسم کی نمائش کرنے کیلئے کوئی جگہ نہ ملے تو میں آپ کو جگہ فراہم کروں گا اور اس کا سارا انتظام بھی میں خود کروں گا۔اس کے بعد ان صاحب کو کچھ جماعتی پمفلٹ دیئے گئے اور ان صاحب نے بھی کچھ کتب خریدیں۔

اسی طرح کچھ اور نوجوان اس نمائش کو دیکھنے آئے ان کو جب قرآن کریم کے تراجم دکھائے گئے اور خاص طور پر جب فرنچ ترجمہ دکھایا گیا کہ آپ چونکہ پڑھے لکھے ہیں یہ فرنچ ترجمہ دیکھیں اور اسے اپنے لئے خریدیں تاکہ آپ بائیبل اور قرآن کے فرق کو جان سکیں اور قرآن کریم کے متعلق جو غلط عقائد آج کل کی دنیا میں رائج ہیں ان کو آپ خود سمجھ سکیں تو وہ خاکسار سے کہنے لگے کہ میں یہ قرآن کریم نہیں پکڑ سکتا۔ وجہ دریافت کرنے پر انہوں نے بتایا کہ ایک دفعہ اسی طرح وہ قرآن کریم خریدنے کیلئے ایک سٹال پر گئے لیکن جب وہ قرآن کریم کو ہاتھ میں لے کر دیکھنے لگے تو جو آدمی اس سٹال پر بیچ رہا تھا اس نے سختی سے وہ قرآن کریم چھین لیا اور مجھے دھکا دے دیا اور مجھے کہا کہ قرآن کریم کو صرف پاک لوگ ہی چھو سکتے ہیں تم اگر اس کو لینا چاہتے ہو تو پہلے پاک صاف ہو کر آؤ اور وضو کر کے پھر تم لے جاسکتے ہو۔تو اس واقعہ کی وجہ سے میں قرآن کریم کو ہاتھ نہیں لگا سکتا۔

اس پر ان کو ساری وجوہ سمجھائی گئیں کہ ایسی کوئی بات نہیں ۔اگر آپ قرآن کریم کو ہاتھ میں لے کر پڑھو گے نہیں تو کس طرح اس کے معارف آپ پر کھلیں گے۔اور کس طرح آپ کو حقیقت کا علم ہوسکے گا۔اس پر انہوں نے وہ قرآن کریم لے لیا۔

اسی طرح سے ایک اور شخص نمائش دیکھنے آیا جو کہ فرنچ زبان بھی نہیں جانتا تھا وہ صرف یہاں کی لوکل زبان جانتا تھا۔اس نے نمائش کو دیکھنے کے بعد دو قاعدہ یسرنا القرآن اور ایک صلوٰۃ کی کتاب خریدی ۔جب وہ خرید چکا تو میں نے اپنے معلم سے پوچھا کہ اس سے پوچھو کہ اسے خود تو پڑھنا آتا نہیں اس نے جو کتابیں لی ہیں اس سے اس کو کیا فائدہ ہوگا۔معلم نے اس سے دریافت کر کے بتایا کہ یہ کہتا ہے کہ یہ اپنے بچوں کیلئے خرید رہا ہے کہ وہ خود تو ساری عمر مسلمان رہا لیکن اس کو نماز یا قرآن کا ایک لفظ بھی نہیں آتا وہ نہیں چاہتا کہ اس کے بچے بھی اس حال میں بڑے ہوں کہ ان کو بھی قرآن کریم نہ پڑھنا آتا ہو۔میں یہ ان کیلئے لے جاتا ہوں تاکہ وہ خود اس کو سمجھنے کی کوشش کریں اور اگر نہ سمجھ آئے تو میں ان کو کسی معلم کے پاس بھیجوں گا جس سے یہ پڑھنا سیکھ لیں گے اور بے علم نہیں رہیں گے۔

یہ نمائش 3 دن جاری رہی اس نمائش کو بہت سارے لوگوں نے وزٹ کیا۔جن کی تعداد اندازاً 1800 ہے اور اسی تعداد میں جماعتی لٹریچر پمفلٹ بھی تقسیم کئے گئے۔

خداتعالیٰ سے دعا ہے کہ یہ نمائش اس علاقے میں جماعت کے پیغام کے مؤثر نتائج لانے والی ہو۔اور یہاں اشاعت دین میں ایک اہم کردار ادا کرنے والی ہو۔آمین

☆☆............☆............☆☆

مکرمہ یاسمین تبسم ناصر صاحبہ

لجنہ اماء اللہ بینن کی نیشنل تربیتی کلاس

لجنہ اماء اللہ بینن مغربی افریقہ کی نیشنل تربیتی کلاس 14 تا 24 راپریل 2014ء منعقد ہوئی۔اس تربیتی کلاس کے لئے بینن کے طول وعرض سے کُل 25 لجنات 13 راپریل تک پہنچ گئیں۔

افتتاحی تقریب 14 راپریل 2014ء کو صبح 9:30 بجے منعقد ہوئی۔تلاوت کلام پاک اور نظم سے آغاز ہوا ۔جس کے بعد نیشنل سیکرٹری جنرل مادام مارکوس صاحبہ نے عورتوں کی تعلیم وتربیت کی اہمیت پر تقریر کی اور پھر محترم امیر صاحب کی اہلیہ مکرمہ امۃ القدوس صاحبہ نے ’’آج کے معاشرے میں احمدی خواتین کی ذمہ داری‘‘ پر تقریر کی۔

تقاریر کے بعد کلاس کا تدریسی پروگرام شروع ہوا، جس میں پنجوقتہ نماز باجماعت کا خاص اہتمام کرنے کے ساتھ ساتھ تدریسی اوقات کو 4 پیریڈز میں یوں تقسیم کیا گیا کہ روزانہ صبح ساڑھے 9 بجے سے ساڑھے 11 بجے تک قرآن کریم اور حدیث پڑھائی جاتی جس میں نماز، قاعدہ یسرنا القرآن کی دہرائی کی جاتی۔ نیز ناظرہ قرآن، حفظ قرآن اور احادیث یاد کروائی جاتی رہیں۔

ساڑھے 11 بجے سے 2 بجے تک فقہ احمدیہ حصہ عبادات اور پھر تاریخ احمدیت میں سے حضرت مسیح موعود کے حالات زندگی اور خلفاء کرام کی مختصر تاریخ یاد کروائی جاتی۔ پھر ایک گھنٹہ کا وقفہ برائے نماز ظہر اور کھانے کا وقفہ ہوتا اور پھر قصیدہ اور بعض اردو نظمیں 4 بجے تک یاد کروائی جاتیں۔7 بجے شام تک تاریخ اسلام اور دینی معلومات کا پیریڈ ہوتا جس میں ابتدائی تاریخ اسلام کے علاوہ حضرت مسیح موعود کی کتاب کشتی نوح سے ہماری تعلیم والا حصہ بھی پڑھایا گیا۔مغرب وعشاء کے بعد درس ہوتا اور پھر سارے دن کی تدریس کی دہرائی کی جاتی اور رات کو سونے سے قبل قصیدہ اور درثمین، کلام محمود کی نظموں کے منتخب اشعار دہرائے جاتے۔کلاس کے اختتام پر امتحان بھی لیا گیا اور انعامات بھی تقسیم کئے گئے۔

بینن بادشاہوں کی سرزمین ہے اور یہاں کے بعض بادشاہوں کو حضرت مسیح موعود کو قبول کر کے ’’بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے‘‘ کے الہام کا ظاہری طور پر بھی مصداق بننے کا شرف حاصل ہے۔اس کلاس میں ایک کوئین (Queen) بھی آئی تھیں جو کہ ذے کمیعون کے بادشاہ کی ملکہ تھیں وہ خود اگرچہ نومبائعہ تھیں مگر کلاس میں بڑے شوق اور ولولے سے شامل ہو کر حصہ لیتی رہیں۔

اس تربیتی کلاس میں شمولیت کرنے والی لجنہ کے آنے جانے کے لئے ٹرانسپورٹ کا جماعتی طور پر انتظام تھا۔اس سلسلے میں بعض عجیب امور دیکھنے کو ملے۔ ان کو دس دن کی تربیت کے بعد واپسی کی جب ٹرانسپورٹ دی جارہی تھی تو بعض خواتین نے ٹرانسپورٹ کا ایک حصہ اپنی جیب سے ادا کیا اور کہا کہ ان دنوں میں جماعت نے ہمیں اتنا تو سکھادیا ہے کہ ہم نے بھی دین کی خاطر قربانیوں میں حصہ لینا ہے چنانچہ ہم جماعت کا شکریہ ادا کرتے ہیں اور ایک حصہ ٹرانسپورٹ کے اخراجات کا ہم خود ادا کریں گی۔

اللہ تعالیٰ اس تربیتی کلاس کو ہر لحاظ سے خیر وبرکت کا باعث بنائے۔آمین

(الفضل انٹرنیشنل 25 رجولائی 2014ء)

☆☆............☆............☆☆

ایم ٹی اے انٹرنیشنل کے پروگرام (پاکستانی وقت کے مطابق)

پروگراموں میں 20,15 منٹ کی کمی بیشی یا تبدیلی کی جاسکتی ہے

5 ستمبر 2014ء

5:00 am	عالمی خبریں
5:25 am	تلاوت قرآن کریم اور یسرنا القرآن
6:05 am	حضور انور کا دورہ آئرلینڈ اور جاپانی سروس
8:45 am	ترجمۃ القرآن کلاس اور لقاء مع العرب
11:00 am	تلاوت قرآن کریم، درس حدیث اور یسرنا القرآن
12:15 pm	جلسہ سالانہ یوکے 2014ء پہلے روز کی کارروائی (نشر مکرر)
5:00 pm	خطبہ جمعہ Live
6:15 pm	تلاوت قرآن کریم
6:25 pm	جلسہ سالانہ یوکے 2014ء پہلے روز کی کارروائی (نشر مکرر)
9:20 pm	خطبہ جمعہ فرمودہ 5 ستمبر 2014ء
10:35 pm	جلسہ سالانہ یوکے 2014ء پہلے روز کی کارروائی (نشر مکرر)

6 ستمبر 2014ء

2:00 am	خطبہ جمعہ فرمودہ 5 ستمبر 2014ء
3:15 am	جلسہ سالانہ یوکے 2014ء پہلے روز کی کارروائی (نشر مکرر)
4:55 am	تلاوت قرآن کریم
5:10 am	جلسہ سالانہ یوکے 2014ء پہلے روز کی کارروائی (نشر مکرر)
7:15 am	خطبہ جمعہ فرمودہ 5 ستمبر 2014ء
8:30 am	جلسہ سالانہ یوکے 2014ء پہلے روز کی کارروائی (نشر مکرر)
11:00 am	تلاوت قرآن کریم
11:30 am	جلسہ سالانہ یوکے 2014ء دوسرے روز کی کارروائی (نشر مکرر)
2:30 pm	حضور انور کا مستورات سے خطاب لجنہ جلسہ گاہ سے
4:00 pm	جلسہ سالانہ یوکے 2014ء دوسرے روز کی کارروائی (نشر مکرر)
6:00 pm	حضور انور کا خطاب مردانہ جلسہ گاہ سے
8:30 pm	جلسہ سالانہ یوکے 2014ء دوسرے روز کی کارروائی (نشر مکرر)
10:45 pm	خطبہ جمعہ فرمودہ 5 ستمبر 2014ء

7 ستمبر 2014ء

12:00 am	جلسہ سالانہ یوکے 2014ء دوسرے روز کی کارروائی (نشر مکرر)
3:00 am	حضور انور کا مستورات سے خطاب لجنہ جلسہ گاہ سے (نشر مکرر)
4:30 am	جلسہ سالانہ یوکے 2014ء دوسرے روز کی کارروائی (نشر مکرر)
6:30 am	حضور انور کا خطاب بر موقع جلسہ سالانہ
8:00 am	جلسہ سالانہ یوکے 2014ء دوسرے روز کی کارروائی (نشر مکرر)
11:05 am	تلاوت قرآن کریم، درس حدیث اور یسرنا القرآن
12:00 pm	جلسہ سالانہ یوکے 2014ء تیسرے روز کی کارروائی (نشر مکرر)
3:40 pm	عالمی بیعت 2014 کی تقریب
4:40 pm	جلسہ سالانہ یوکے 2014ء تیسرے روز کی کارروائی (نشر مکرر)
6:30 pm	حضور انور کا اختتامی خطاب
9:00 pm	جلسہ سالانہ یوکے 2014ء تیسرے روز کی کارروائی (نشر مکرر)
11:05 pm	رفقائے احمد اور Roots To Branches (جماعت احمدیہ آغاز سے ترقیات تک)

8 ستمبر 2014ء

12:00 am	جلسہ سالانہ یوکے 2014ء تیسرے روز کی کارروائی (نشر مکرر)
3:40 am	عالمی بیعت 2014ء کی تقریب
4:40 am	جلسہ سالانہ یوکے 2014ء تیسرے روز کی کارروائی (نشر مکرر)
6:30 am	حضور انور کا اختتامی خطاب
8:00 am	جلسہ سالانہ یوکے 2014ء تیسرے روز کی کارروائی (نشر مکرر)
11:00 am	تلاوت قرآن کریم اور الترتیل
11:55 am	جلسہ سالانہ یوکے 2014ء کا اختتامی خطاب (نشر مکرر)
1:00 pm	بین الاقوامی جماعتی خبریں اور حج کے مسائل
1:55 pm	فرنچ پروگرام
3:00 pm	خطبہ جمعہ فرمودہ 16 مئی 2014ء (انڈونیشین ترجمہ)
4:00 pm	ملیالم سروس
5:00 pm	تلاوت قرآن کریم، درس اور الترتیل
6:00 pm	خطبہ جمعہ فرمودہ 28 نومبر 2008ء
7:00 pm	بنگلہ سروس
8:40 pm	سیرت حضرت مسیح موعود
9:00 pm	راہ ہدیٰ، الترتیل اور عالمی خبریں
11:25 pm	جلسہ سالانہ یوکے 2014ء افتتاحی خطاب

☆............☆............☆

درخواست دعا

مکرم چوہدری منیر احمد صاحب سابق انچارج شعبہ اشتہارات روزنامہ الفضل بوجہ ٹائیفائیڈ بیمار ہیں۔ طاہر ہارٹ انسٹیٹیوٹ ربوہ میں داخل رہے ہیں۔ اب گھر آ گئے ہیں۔ احباب جماعت سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے شفاء کاملہ وعاجلہ عطا فرمائے اور جملہ پیچیدگیوں سے محفوظ رکھے۔ آمین

مکرم آصف احمد ظفر صاحب سیکرٹری امور عامہ دارالصدر شرقی طاہر ربوہ تحریر کرتے ہیں۔ مکرم مہر ولی محمد صاحب ارائیں کارکن دفتر وصیت کو گہرے کنویں میں گرنے کی وجہ سے بازو میں فریکچر ہوا ہے اور جسم کے مختلف حصوں پر شدید چوٹیں آئی ہیں۔ دو آپریشن بھی ہو چکے ہیں فضل عمر ہسپتال کے سرجیکل وارڈ میں زیر علاج ہیں حالت قابل فکر ہے۔ احباب سے دعا کی درخواست ہے کہ خدا تعالیٰ شفاء کاملہ وعاجلہ عطا فرمائے۔ آمین

گمشدہ نقدی

مکرم وسیم احمد امتیاز صاحب استاد جامعہ احمدیہ سینئر سیکشن ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

23/اگست 2014ء کو جامعہ احمدیہ سینئر سیکشن ربوہ سے گولبازار آتے ہوئے خاکسار کی نقدی کہیں گر گئی ہے۔ جن صاحب کو ملے۔ خاکسار کو پہنچا دیں یا فون نمبر:03336718952 پر اطلاع دیں۔

ربوہ میں طلوع وغروب 27۔اگست

طلوع فجر	4:14
طلوع آفتاب	5:38
زوال آفتاب	12:10
غروب آفتاب	6:42

ایم ٹی اے کے اہم پروگرام

27۔اگست 2014ء

5:55 am	بستان وقف نو
9:55 am	لقاء مع العرب
12:00 pm	جلسہ سالانہ یوکے 31۔اگست 2013ء
2:00 pm	سوال وجواب
6:05 pm	خطبہ جمعہ فرمودہ 14 نومبر 2008ء
8:05 pm	دینی وفقہی مسائل
11:20 pm	جلسہ سالانہ یوکے 2013ء

دانتوں کا معائنہ مفت ☆ عصر تا عشاء
احمد ڈینٹل کلینک
ڈینٹسٹ: رانا مدثر احمد / طارق مارکیٹ اقصیٰ چوک ربوہ

قائم شدہ 1952ء
خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
SHARIF JEWELLERS SINCE 1952
Aqsa Road Rabwah
0092476212515
15 London Rd, Morden Sm4 5Ht
00442036094712

چلتے پھرتے بروکروں سے سیمپل اور ریٹ لیں۔
وہی ورائٹی ہم سے 50 پیسے یا 1 روپیہ کم ریٹ میں لیں
گنیا (معیاری پیمائش) کی گارنٹی کے ساتھ
ہماری خواہش ہے کہ آپ کی لاعلمی کی وجہ سے کوئی ناجائز فائدہ نہ اٹھا سکے۔
اظہر ماربل فیکٹری
15/5 باب الابواب درہ سٹاپ ربوہ
موبائل:03336174313

FR-10

موسم گرما کی تمام ورائٹی پرسیل جاری ہے
ورلڈ فیبرکس
ملک مارکیٹ نزد یوٹیلیٹی سٹور ریلوے روڈ ربوہ
0476-213155

باموقع دکانیں کرایہ پر دستیاب ہیں
رابطہ: 03007715521

اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ
FRS RABWAH
فیوچر ریس سکول ربوہ
یورپین طرز تعلیم، بیگ اٹھانے کی زحمت ختم
کوئی ہوم ورک نہیں، نرسری تا ششم بوائز کے لئے
اور نرسری تا ہشتم گرلز داخلے جاری ہیں۔
کوالیفائیڈ ٹیچرز کی ضرورت ہے۔
دارالصدر شرقی عقب فضل عمر ہسپتال ربوہ
فون: 047-6211346 موبائل 0332-7057097

ایک نام مغل بینکوئیٹ ہال
کھانوں کے اعلیٰ معیار اور بہترین سروس کی ضمانت دی جاتی ہے
لیڈیز ہال میں لیڈیز ورکرز کا انتظام نیز کیٹرنگ کی سہولت میسر ہے
فون: 0336-8724962
پروپرائٹر محمد عظیم احمد فون: 6211412,03336716317